

افکار ناثرات

- * امام ابو حنیفہؒ افغانی النسل تھے یا فارسی النسل؟
- * شیخ رحمہ کار اور عبدالحکیم سیاح کوئی کا سن وفات
- * مدیران جرائد اور اخلاقیات نبوی
- * وفیات

الحق صفر المظفر ۱۴۰۲ھ میرے سامنے ہے۔ آگاہی ہوئی۔ ڈاکٹر ابو الفضل بخت روان صاحب اپنے مضمون "ملت افغان اور عربی زبان و ادب کی خدمات" میں لکھتے ہیں کہ "امام ابو حنیفہؒ کے آباؤ اجداد کابل کے تھے جو قیدی بنا کر کوفہ لے جائے گئے" موصوف کے اس دعویٰ کا تاریخی حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ گوکہ غلام ہونا کوئی شرعی عیب نہیں۔ کئی صحابہ غلامی کی زندگی گزار چکے تھے۔ نیز امام حسن بصری، ابن سیرین، طاؤس، عطاء بن یسار، نافع عکرمہ اور مکحول خود یا ان کے آباؤ اجداد غلام رہ چکے تھے۔

یہ بات ہونا مسلم ہے کہ امام صاحب عجبی النسل تھے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کس نسل سے تھے اور عرب میں کیوں نہ آئے۔ (سیرۃ النعمان از شبلی) امام ابو حنیفہؒ کے دادا زوطی، جن کا اسلامی نام نعمان ہے سب سے پہلے عرب میں آئے۔ یہ صحابہ کا دور تھا۔ کافی عرصہ عرب میں ان کی حالت بیگانگی کی رہی۔ معاشرتی ضرورتوں نے زوطی کو مجبور کیا کہ وہاں (عرب) کے رہنے والوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کریں۔ یہ طریقہ عرب میں عام طور پر جاری تھا۔ اس قسم کے تعلق کو ولار کہتے ہیں جس کا مشتق مولیٰ ہے اور مولیٰ غلام کو بھی کہتے ہیں اس لئے بعض لوگوں نے لفظی مشارکت سے امام ابو حنیفہؒ کے خاندان کو غلام سمجھ لیا۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ زوطی کابل سے گرفتار ہو کر آئے اور قبیلہ بنی تیم اللہ کی ایک عورت نے خریدا کچھ دنوں غلامی میں رہے پھر اس نے آزاد کر دیا اس لئے امام ابو حنیفہؒ کا خاندان بنی تیم اللہ کہلاتا ہے۔ اسی سے غالباً ڈاکٹر صاحب موصوف نے امام کو کابلی اور غلام سمجھ لیا۔ لیکن یہ روایت غلط ہے کیونکہ اس کے مقابلہ میں امام صاحب کے پوتے اسماعیل کی روایت ہمیں ملتی ہے۔ جو براہ اعتبار سے صحیح اور ثقہ ہے چنانچہ خطیب مورخ بغدادی امام صاحب کے پوتے کی یہ روایت نقل کی ہے۔

"ہیں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہوں۔ ہم لوگ نسل فارس سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں آئے۔ ہمارا دادا ابو حنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ثابت بچپن میں حضرت علی کریم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کے خاندان کے حق میں

و علمائے خیر کی ہمتی ہم کو امید ہے کہ وہ دعائے اثر نہیں رہیں۔ (تاریخ بغداد لابن جریر، ترجمہ امام ابو حنیفہ)
اس واضح روایت کے بعد امام کے افغانی اور غلام ہونے کا شک رفع ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ امام کے پوتے
نے تصریح کر دی ہے کہ ہم فارسی النسل اور آزاد ہیں۔

اسماعیل کو یہ بات کہنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی اس کا جواب علامہ شبلی یوں دیتے ہیں۔
"لفظی مشارکت سے بعفوں نے زوطی کو غلام سمجھ لیا اور رفتہ رفتہ یہ خیال روایت کی شکل پکڑ
کر کسی قدر عام ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اسماعیل کو دفع کرنا پڑا۔ کہ "واللہ ہمارا خاندان کبھی کسی کی
علامی میں نہیں آیا۔" اسماعیل نہایت ثقہ اور معزز شخص تھے۔ اس وجہ سے دقیقہ سنج مورخوں
نے اس بحث میں انہی کی روایت پر اعتماد کیا ہے کہ صاحب الست اور ی ہما فیہما۔

(سیرت النعمان از علامہ شبلی)

مشارکت لفظی ایہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مولیٰ لفظ ولی سے مشتق ہے اور ولا اس مطلق کو کہتے ہیں
جو عرب میں خاندانوں کا ایک دوسرے سے ہوتا تھا۔ اور غلام کو بھی مولیٰ کہتے ہیں اس لئے لوگوں نے غلام سمجھ لیا۔
حالانکہ امام صاحب کا خاندان بنی تیم اللہ کا مولیٰ (غلام) نہیں تھا بلکہ مولیٰ (حلیف) تھا۔ چنانچہ قاضی حمیری نے
صاف تصریح کی ہے کہ "زوطی بنی تیم اللہ کے حلیف یعنی ہم قسم تھے (قلائد عقود الجمان) اور مولیٰ حلیف کے
معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ امام نووی لکھتے ہیں۔ کہ "مولیٰ کا لفظ زیادہ تر حلیف ہی کے معنی میں مستعمل ہوتا
ہے (مقدمہ تہذیب الاسماء واللغات)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو کابل سے گرفتار ہو کر آنے اور افغانی ہونے کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق محقق
شبلی لکھتے ہیں۔ "یہ قصہ بھی غلط ہے کہ وہ کابل سے گرفتار ہو کر آئے۔ زوطی کے باپ دادا کا نام فارسی زبان کے
ہیں۔ خود امام ابو حنیفہ کی نسبت ثابت ہے کہ وہ خاندانی حیثیت سے فارسی زبان جانتے تھے یہ ظاہر ہے کہ کابل کی
زبان فارسی نہ تھی۔ (سیرت النعمان)

اور یہ تو ڈاکٹر صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ افغانستان میں غزنی خاندان کے دور حکومت سے فارسی زبان آئی
تھی۔ (دیکھئے ماہ نامہ الحق ص ۴۳۴ مضمون ۵۱۴۰)

امام صاحب کے والد ثابت کو فہ میں پیدا ہوئے اور خود امام صاحب ۸۰ھ کو فہ میں پیدا ہوئے اس لحاظ سے
امام عربی زبان جانتے تھے۔ اور خاندانی زبان ہونے کی وجہ سے فارسی بھی جانتے تھے۔ جو کابل کی زبان بالکل نہ تھی۔
امام کے سن ولادت میں سورخیش ۶۱ھ اور ۶۴ھ کے قول بھی نقل کئے ہیں لیکن پہلا قول ۸۰ھ کا ہی زیادہ صحیح ہے اور
اسی پر وثوق ہے۔ اس تمام بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب کا بلی نہیں بلکہ فارسی النسل تھے۔ اس سلسلہ میں

ایک حدیث بھی قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگی۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دین ثریا کے پاس بھی ہونگا تو ایک فارسی اہل شخص اس کو حاصل کرے گا“ اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے بالفاظ مختلف ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کے متعلق امام سیوطی شافعی فرماتے ہیں ”یہ حدیث ایسی اہل صحیح ہے جس پر ابو حنیفہ کی بشارت و فضیلت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ (تبییض الصبیحہ) علامہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی کہتے ہیں۔ اس حدیث سے مراد ابو حنیفہ ہیں اور ابنائے فارس میں کوئی بھی علم میں ابو حنیفہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچا (حاشیہ علی المواعظ)

امام ابن حجر تصریح کرتے ہیں۔ ”ابو حنیفہ ابنائے فارس میں سے ہیں (تہذیب التہذیب) اس مضمون میں وسعت تو کافی ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کی تسلی اور قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس سے ثابت ہوا کہ امام صاحب فارسی النسل تھے کابلی نہیں تھے۔ ان کا خاندان کبھی بھی غلام نہیں رہا۔ ائمہ اربعہ میں سے صرف ابو حنیفہ ہی ایسے ہیں جن کی بشارت و فضیلت حدیث صحیح میں موجود ہے۔

جانباز ملک علوی چوڑا تحصیل وزیر آباد۔ خرباری ع۔ ۶۱۲۱

شیخ رحمہ کار اور عبدالحکیم سیالکوٹی کا سن وفات | ”اخبار و افکار“ کے ذیل میں جناب مولانا مفتی سیاح الدین صاحب اور جناب محمد نواز خشک صاحب کا بیان پڑھ لیا۔ مضمون ”خوشحال خان خشک کا خاندان اور سلوک تصوف“ کے بعض مندرجات کے بارے میں دونوں حضرات کی توضیح و تذکیر کے لئے ممنون ہوں۔ غرض یہ ہے کہ راقم نے اردو ٹائپ شدہ مضمون ارسال کیا تھا جس میں ہندسہ (۶) سے کاتب کو غلط فہمی ہوئی لہذا مذکورہ ہندسہ کی جگہ کہیں (۹) اور کہیں (۸) تحریر کیا ہے۔ راقم کو اس بات سے مکمل اتفاق ہے کہ سنین کے غلط اندراج سے تاریخی واقعات کو سمجھنے میں کافی دشواریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ جہاں تک حضرت شیخ رحمہ کار کے سن وفات کا تعلق ہے اس کے متعلق تاریخی جملہ ”بافقر رقت“، زبان رد عام ہے، اس بنیاد پر راقم نے حضرت موصوف کا سن وفات ۱۰۶۳ھ ہی تحریر کیا ہے ۱۰۶۳ھ کاتب کے سہو قلم کا نتیجہ ہے۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا سن وفات راقم نے ۱۰۶۶ھ لکھا ہے ۱۰۶۶ھ بھی تو متفق علیہ نہیں ہے اس لئے کہ مفتی غلام سرور لاہوری غریب منتہی الاصفیاء جلد دوم میں ان کے سن وفات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”وفات دے بقول صاحب مخبر الوصلین در سال یک ہزار و شصت و ہشت ہجری است۔“

اسی طرح تھامس ولیم نے اپنی کتاب ”اورینٹل بائیوگرافیکل ڈکشنری“ میں مولانا کا سن وفات ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۶ء تحریر کیا ہے۔ اورینٹل بائیوگرافی کے بارے میں مولوی عبدالرحیم مرحوم ناظم مکتبہ علوم مشرقیہ اسلامیہ کالج پشاور، لباب المعارف العالمیہ جلد دوم میں فرماتے ہیں:-